ڈاکٹر وفا راشدی

حضرت مخدوم نوح ہالائیؒ کے سلاسلِ طریقت
اور
سہروردی جماعت کا طریقہ "ڈھر"

غوث الحق حضرت مخدوم نوح ہالائی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے مشہور سلاسلِ تصوف، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، نظامی، میں سے کسی سلسلے کے اہلِ صفا سے براہِ راست بیعت نہ تھے اللہ اور اس کے حبیب صادق رسول کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور شہاب الدین عمر سہروردی کو اپنے روحانی مرشد و معلم تسلیم کرتے تھے اور ان اولیاء کبار کی تعلیمات سلوک کی پیروی اپنے لیے مشعلِ راہ تصور کرتے تھے۔

حضرت مخدوم نوح ہالائیؒ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نسبت سے "اویسیؒ" اور حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی نسبت سے "سرور" مشہور ہیں۔ ان کی دینی جماعت "سہروردی جماعت" کے نام سے موسوم ہے اس جماعت کے طریقۂ ذکر و فکر کو "ذھر" (ڈھر) کہتے ہیں۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی اویسی تھے

سندھ کے ماہر تعلیم، مقتدر محقق و مورخ، جلیل القدر دانشور ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ اپنی سندھی کتاب "سنڌي موسيقي جي مختصر تاريخ" میں ایک جگہ (ص ۲۰۷) میں رقم طراز ہیں۔

مخدوم صاحبن جو طريقو اويسي ناهي مگر سهروردي آهي [۱]

یعنی "مخدوم نوح ہالائی سہروردی طریقت کے بزرگ تھے وہ اویسی نہیں تھے"۔

درگاہ حضرت مخدوم نوح سرور کے موجودہ سجادہ نشین اور سروری جماعت کے رو
پیشوا جناب مخدوم محمد زماں طالب المولیٰ فرماتے ہیں :

"حضرت غوث الحق مخدوم نوحؒ جن جو ظاهري مرشد
نه آهي، ان ڪري ڪين بن "اويسي المشرب" چيو ويندو آهي ۽ سبب
ڪري ڪين سهروردي سان گڏ وگڏ اويسي پڻ مڃيو ويندو آهي[۲]"

یعنی حضرت مخدوم نوح سہروردی طریقت کے ساتھ ساتھ اویسی طریقے کے مبلغ بھی تھے
اویسی کا لفظ اویس کرنی سید التابعین کے نام سے منسوب ہے۔

۲۴ھ سے ۱۵۰ھ تک دور تابعین کی اس سو سالہ مدت میں دو اویسی برگزیدہ ہستیاں گزریں جو سلوک و تصوف کی دنیا میں بہت بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ حضرت اویس قرنیؓ اور حسن بصریؒ[۳]
مصنف کشف المحجوب حضرت اویس قرنی کے بارے میں لکھتے ہیں :

"آفتاب اُمت و شمع ملت اویس بن عامر القرنیؓ از کبارِ مشائخ اہل تصوف
بود و اندر عہد رسولؐ بود[۴]"

حضرت اویس بن عامر القرنی یمن کے ایک قصبہ قرن میں پیدا ہوئے عہدِ رسالت مآبؐ میں بقیدِ حیات تھے بعض وجوہ کی بناء پر آنحضرتؐ کے دیدارِ پُر انوار کی سعادت حاصل نہ کر سکے لیکن نبی کریمؐ آپ پر غائبانہ نظر کرم رکھتے تھے۔ آپؐ کی نظر میں اویس قرنیؓ کی عظمت کیا تھی اس کا اندازہ اس ایک تاریخی واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر پہلے حضرت اویس قرنی کا تعارف کراتے ہوئے ان کا سراپا بیان فرمایا، ان کی قد و قامت کی کچھ علامتیں بتائیں اور ہدایت فرمائی :

"جب آپ اویس قرنی سے ملیں تو میرا سلام پہنچا کر کہیں کہ میری امت کے لیے
دعا کریں[۵]"

حضرت اویس ان دنوں جنگل میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے لوگ انھیں دیوانہ سمجھتے تھے۔ دونوں صحابۂ کرام حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ جنگل میں ان سے ملے۔ رسولؐ کریم کا سلام اور امت کے لیے دعا کا پیغام پہنچایا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اویسؓ وہاں سے

کوفہ چلے گئے۔ یادِ الٰہی اور حبِّ رسولؐ میں واقعی دیوانے تھے ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج میں شامل ہوگئے اور جام شہادت نوش فرمایا[۵]

صاحب سراج العارفین کے بیان کے مطابق حضرت اویس قرنیؓ کا مزار مقدس جبل میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جہاں ہر سال ۹ ذی الحج کی رات کو زائرین کا غیر معمولی ہجوم مسحور کن ہوتا ہے[۶]

حضرت اویس قرنی سلسلہ اویسی کے بانی تھے۔ حضرت جنید بغدادی متوفی ۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ کا سلسلۂ طریقت حضرت اویس سے ملتا ہے۔ سلسلۂ اویسی کے دیگر چند عظیم المرتبت اصفیائے کرام کے نام یہ ہیں:

شیخ ابو عمرا صطخری، شیخ تراب عسکری بن محمد بخش (۲۴۵ھ) شیخ ابو علی شقیق بلخی (۱۹۴ھ) حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم (م ۲۸ جمادی الاول ۱۶۶ھ) حضرت ابو موسٰی پر بیدرا لحبی یہ سب کے سب اویسی المشرب بزرگانِ دین تھے۔

سندھ میں مخدوم نوح ہالائی "اویسی المشرب" بزرگ تھے اسی لیے اویسی کہلاتے ہیں حضرت مخدوم جب ذکر الٰہی اور حقیقت و معرفت کی کیفیتوں میں گم ہو کر وجد میں ہوتے تو اپنے مریدوں کے ساتھ جہاں شروع میں لاالٰہ الا اللہ کا ورد کرتے وہاں بلند آواز سے "اویس، اویس" بھی پکارتے جناب طالب المولیٰ کے الفاظ ہیں:

"حضرت مخدوم نوحؒ جن شروعات ۾ لاالٰہ الا اللہ" جي ذکر سان گڏ "اويس اويس" به کهند چوندا هُئا"[۷]

اس عمل سے بھی حضرت مخدوم نوح کا اویسی ہونا ثابت ہوتا ہے حضرت مخدوم نوح فرماتے ہیں:

"اویسی ہونے کی وجہ سے یہ شرف حاصل ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کا استغراق مجھے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیتا ہے۔ مجھے کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے گفتگو کی سعادت حاصل ہوتی ہے کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرف ملاقات بخشتے ہیں اور کبھی رسول اللہؐ کا دیدار نصیب ہوتا ہے یہ آنحضرت کا کرم خاص ہے

کہ آپؒ نے اسی بندہ عاجز و عاصی کو علوم ظاہری و باطنی سے سرفراز فرمایا۔ میں نے اویسی طریقے کے واسطے سے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے ہدایت و تلقین، تعلیم و تربیت پائی ہے۔"

حضرت مخدوم نوحؒ کی اویسی طریقت کے بارے میں حضرت بہاؤ الدین گوڑیہ کا بیان ہے کہ

"حضرت مخدوم اعظم کی محفل میں فقیروں اور اللہ والوں کی ایک نشست تھی۔ گفتگو یہ تھی کہ فلاں بزرگ فلاں ولی اللہ کے اور فلاں عارف باللہ فلاں شیخ الطریقت کے مرید ہیں، اس دوران گفتگو ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت مخدوم فضل نے حضرت شیخ ابوبکر کی موجودگی میں حضرت مخدوم نوحؒ سے دریافت فرمایا:

"اعلیٰ حضرت کس شیخ المشائخ سے شرفِ بیعت رکھتے ہیں"؟

حضرت مخدوم اعظم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"میں نے کسی بندۂ خدا کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی البتہ قادرِ مطلق مرشدوں کے مرشدِ کل رب کریم کے کرم کا مرید ہوں"

حضرت مخدوم نوحؒ نے محسنِ انسانیت، سرورِ کائنات، رحمت اللعلمین حضرت محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و سنت کو اپنا شعار بنالیا۔ ایک مردِ مومن، ایک سچے انسان کی طرح نہایت پاکیزہ اور باعمل زندگی گذاری۔ عبادتِ الٰہی، تلاوتِ قرآن مجید، درس و تدریس تفسیر و ترجمہ کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق کو عبادت کا لازمی جزو ثابت کیا۔ غرباء و مساکین کی حاجت روائی، مسائل و مصائب میں گھرے ہوئے دکھی انسانیت کی غمگساری و رہنمائی ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ ان کے مریدوں، عقیدت مندوں یعنی اللہ کی مخلوق کی کثیر تعداد شامل تھی۔ ہر مذہب و ملت، ہر طبقہ و ہر فرقہ کے لوگ بلا امتیاز و اختصاص ان کے سرچشمہ فیض و برکات اکرام و عنایات سے مستفیض ہوئے لاتعداد انسانوں نے ان کے مبارک ہاتھوں پر شرفِ اسلام قبول کیا۔ اور دولتِ دنیا و ایمان سے مالا مال ہوئے۔

سندھ میں حضرت مخدوم نوح سرورہالائی سلسلۂ سہروردیہ کے مبلغ اعظم تھے

سلسلۂ سہروردیہ کے بانی امام المعارف حضرت شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر سہروردی قدس

اللہ سرہ العزیز شیخ محمد قریشی کے فرزند اور شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی کے چھوٹے بھائی تھے۔ عراق کے ایک قصبہ سہرورد میں ۵۴۲ھ کو تولد ہوئے۔ ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزارِ پُر انوار بغداد میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

حضرت شہاب الدین نے بغداد میں اپنے چچا عبدالقاہر کے زیرِ نگرانی تعلیم و تربیت پائی غوث الثقلین حضرت محبوب کبریا سلطان عالم اولیائے اعظم حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے برادرِ معظم شیخ طریقت حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب دونوں سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ بالخصوص حضرت غوث اعظمؒ کی صحبتوں میں رہ کر علوم باطنی کے مدارج طے کیے۔ اپنے عہد کے بڑے بڑے علماء و فضلاء سے بھی مستفیض ہوئے۔

حضرت شہاب الدین سہرورد یؒ قرآن و حدیث، فقہ، تفسیر، تجوید اور دیگر علوم دینیہ پر کامل قدرت رکھتے تھے۔ تصوف و معرفت، سلوک و صفا سے متعلق آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن سے ہر دور میں عارفین و سالکین کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ حکیم شمس اللہ قادری نے حضرت شیخ کی دس کتابوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ آپ کی کتابوں میں عوارف المعارف اور بہجت الابرار زیادہ مشہور ہیں۔ عوارف المعارف کو سب سے زیادہ اہمیت و مقبولیت حاصل ہے آپ کے عہد سے لے کر دور حاضر کے اربابِ علم و عرفان نہ صرف اس سے مستفید ہوئے بلکہ اس کو شروح و حواشی اور تعلیقات و تحشیہ سے بھی آراستہ و مدون کیا ایک روایت کے مطابق حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی (م ۷۲۵ھ) نے عوارف المعارف کے پانچ ابواب اپنے مرشد حضرت شیخ کبیر خواجہ فریدالدین شکر گنج قدس سرہٗ سے پڑھے عوارف شریف کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں مثلاً انگریزی، ترکی، فارسی اور اردو میں ہو چکے ہیں۔ اردو میں پہلا ترجمہ مولوی ابوالحسن فریدآبادی نے کیا جسے نول کشور پریس لکھنؤ نے ۱۸۹۳ء میں طبع کیا۔ ایک ترجمہ غلام علی اینڈ سنز لاہور کے تحت شائع ہو چکا ہے ایک ترجمہ اردو اللہ والوں کی قومی دکان لاہور نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا ہے۔ عوارف المعارف کی تلخیص موسوم بہ مفتاح الہدایہ و مصباح الکافیہ کا انگریزی ترجمہ کرنل ایچ ڈبلیو کلاک نے کیا جو ۱۸۹۱ء میں لندن سے اشاعت پذیر ہوا۔

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ بغداد کے شیخ الشیوخ، عظیم المرتبت مفسر قرآن، مجتہدِ دین اور مفکرِ اسلام تھے۔ آپ کے طالبین، مریدین اور عقیدت مندوں کا وسیع حلقہ نہ صرف برصغیر بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا ہوا ہے جس میں سلاطین امراء خلفائے بغداد بھی شامل ہیں[۱۲]

حضرت شیخ کے خلفائے کرام اور مریدین اکرام نے خلقِ خدا کی فلاح وبہبود، معاشرے کی اصلاح وتطہیر کے لیے اپنی زندگیاں وار دیں۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، شمس العارفین ترکمان بیابانی، شیخ نجیب الدین علی برغش قاضی حمیدالدین ناگوری، شیخ الاسلام نورالدین مبارک غزنوی، شیخ فریدالدین عطار، شیخ محمد غنی[۱۴] اور شیخ جلال الدین تبریزی[۱۵] کے علاوہ سندھ کے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور ان کی اولاد حضرت مخدوم نوح بھکری اور مخدوم نوح سرور ہالائی کے فیوض وبرکات کا سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا[۱۶]

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا اور شیخ مخدوم نوح بھکری حضرت شہاب الدین سہروردی کے ہم عصر تھے اور ان سے براہ راست شرفِ بیعت حاصل کیا تھا۔ بالا سندھ کے غوث الحق حضرت مخدوم نوح ہالائی اور شیخ شہاب الدین کے ادوار میں کئی صدیوں کا بُعد ہے حضرت مخدوم نوح ہالائی نے غائبانہ طور پر ان کے روحانی تصرف سے اکتساب کیا۔ اور سہروردی طریقت کو اپنایا۔ نہ صرف اپنایا بلکہ اس کی تلقین کی آج صدیاں بیت جانے کے بعد بھی حضرت مخدوم ہالائی کی اولاد حضرت مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ اور ان کی سروری جماعت سہروردیہ راہِ سلوک پر گامزن ہیں۔

سروری جماعت کا طریقہ "ڈہر"

سندھ کے جلیل القدر شاعر دانشور اور سہروردی جماعت کے روحانی پیشوا حضرت مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ کا ایک گراں قدر مقالہ بعنوان "سھروردي جماعت جو "ڈھر" ۽ اوسيئي ويڪو" سہ ماہی مهراڻ (سنڌي) بابت جنوری، مارچ ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا ہے۔ اس مقالے میں مشہور وممتاز محقق، نقاد، مورخ، دانشور اور ماہر تعلیم ڈاکٹر نبی بخش خان

بلوچ کے ان بیانات کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے جو ان کی سندھی کتاب "سنڌي موسيقي جي مختصر تاريخ" شائع کردہ بھٹ شاہ ثقافتی مرکز ۱۹۸۷ء میں شامل ہیں۔ اس بصیرت افروز مقالے میں طالب المولی نے نہ صرف حضرت مخدوم نوح ہالائیؒ کی اویسی طریقت و سلوک اور سروری جماعت کا مکمل تعارف کرایا ہے بلکہ بیش قیمت معلومات فراہم کی ہے جن کے مطالعے سے قارئین مہران کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ ساتھ ہی بعض غلط فہمیوں اور قیاس آرائیوں کا ازالہ بھی۔

"ڏهر" (ڈہر) سندھی لفظ ہے ڏاهر (ڈاہر) کا مخفف ہے ڏاهر کا اشتقاق (بنیاد) لفظ "ڏاهو" (ڈاہو) ہے اس کے معنی ہیں خبر، نشان، اطلاع، پتا، سراغ، اشارہ وغیرہ [۱۸] سنڌي لغات قديم مرزا قلیچ بیگ ص ۱۵۵ حیدرآباد ۱۹۲۴ء، سندھی اردو لغت ص ۴۹۸)

طریقہ ڈہر خواص و عوام میں اللہ اور اس کے رسول آخرالزماںؐ کے پیغامات اور اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

سندھی اردو لغت میں ڈہر کا مطلب کچھ اس طرح درج ہے:

"ایک قسم کا دعائیہ شعر جو سندھ کے دو بڑے درویش غوث بہاؤالدینؒ یا مخدوم نوحؒ کے مرید پڑھتے ہیں۔ شاہ لطیف کے رسالے میں ایک سُر کا نام ہے" علاقہ "تھر" (تھر) میں ریت کے ٹیلوں کے درمیان نشیبی وادی جہاں بارش کے پانی پر آبادی کا گزر ہو اسے بھی ڏهر (ڈہر) کہتے ہیں" [۱۸]

محترمی ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ "سنڌي موسيقي جي مختصر تاريخ" میں رقمطراز ہیں:

"حضرت مخدوم نوحؒ کے مریدین و معتقدین بلند آواز سے ڈہر کے بیت الاپتے ہیں اپنے مرشد کی تعریف کرتے ہیں زور زور سے لا الٰہ الا اللہ، یا اللہ ہو اللہ ہو کو سُر میں ورد کرتے ہیں۔ ڈہر کا یہ طریقہ عالما سماع کی ایک قسم ہے جس کا رواج سندھ میں کئی صدیوں پرانا ہے" [۱۹]

مخدومی جناب طالب المولی ڈاکٹر بلوچ صاحب کے اس خیال سے اختلاف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھے یہاں ڈاکٹر صاحب کی کچھ باتوں سے اختلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سندھ میں ڈھر کا رواج سروری جماعت کے سوا کسی اور طریقت میں نہیں ہے ڈھر سندھی شاعری کی ایک عظیم صفت ہے۔ ڈھو (ڈھر) کے بیت میں حمد نعت منقبت صحابہ کرام اللہ والوں کی توصیف اور اسلامی اصول و تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین ہوتی ہے اپنے مرشد سے دنیا اور آخرت میں بھلائی کی طلب کا اظہار ہوتا ہے مرشد سے عقیدت ان کے اوصاف، تعلیمات اور دوسری خدمات و کرامات کا بیان ہوتا ہے ڈھر کا یہ طریقہ آج تک صرف سروری جماعت میں رائج ہے۔ یہ ایک ایسی صفت شاعری سے تعلق رکھتا ہے جس کی ابتداء حضرت مخدوم نوح ہالائی کے عہد میں ہوئی۔ اس زمانے سے آج تک کے شعراء نے ہر دور میں ڈھر کے طرز پر شاعری کی ان کے ابیات اور بول کے شمار نمونے ملتے ہیں۔ ان شعراء میں حیات فقیر جت نثار (منٹھار) فقیر راجو (راجڑ) فرزند قبول محمد (۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۵ء - ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۸ء) راجڑ گوٹھ کانی ضلع سانگھڑ کے مشہور فقیر اور شاعر تھے۔

سروری جماعت کے حوالے سے ان کے ڈھر کے ابیات بہت مشہور ہیں ان کے ڈھروں کا مجموعہ "رسالو رہنمائی" مرکزی بزم طالب المولیٰ کی جانب سے ۱۹۸۴ء میں چھپ چکا ہے۔ سروری جماعت سے تعلق رکھنے والے نوجوان شاعروں میں عبداللہ خان دریاہ کی کافیاں بھی ہیں۔ ان کافیوں میں حضرت نوح سرور کی سیرت بیان کی گئی ہے۔ ان کے سجادہ نشینوں کے فیوض و برکات اور کمالات کا ذکر بھی ملتا ہے[۱۲]"

سائیں مخدوم طالب المولیٰ نے اپنے مقالے میں ان شعراء کے اشعار میں جگہ جگہ بطور نمونہ درج کیے ہیں منثار فقیر راجڑ اور عبداللہ خان دریاہ کے ڈھر میں ابیات کے نمونے مخدوم صاحب کے مقالے (ص ۳۶ تا ۳۹) میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے "رسالہ" میں بھی ڈھر کے نمونے ملتے ہیں۔ ڈھر کے تحت شاہ صاحب کی داستانوں میں کافیاں بھی ملتی ہیں۔ ان کے ابیات میں

"ڈھر ڈھر کپور" کا استعمال بھی ہوا ہے [۲۲]

لفظ ڈہر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے جناب طالب المولیٰ کہتے ہیں کہ سندھی کا یہ لفظ ممکن ہے عربی لفظ "دہر" کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

"لا تسبّوا الدّھر فان اللّٰہ ھو الدّھر"

یہاں دَہر کے لفظی معنی ہیں زمانہ، جگ، وقت، عرصہ، مدت، دنیا، سنسار، جہان وغیرہ شاہ لطیف نے اپنے ابیات میں "ڈھر" کو ان معنوں میں برتا ہے۔ لیکن سروری جماعت میں "ڈھر" جس مفہوم کے حوالے سے مروج ہے وہ صرف صاحبِ فیض والفتوح حضرت مخدوم نوح سرور ان کی سروری جماعت کے لیے مخصوص ہے جس کی صراحت اوپر کی گئی ہے [۲۳]

حواشی

[۱] سروری جماعت کا تعارف اور لفظ ڈہر کی وضاحت آگے کے صفحات میں کی جائے گی۔

[۲] سنڌي موسيقي جي مختصر تاريخ (ص ۳۰۷) مطبوعہ بھٹ شاہ ثقافتی مرکز حیدرآباد ۱۹۷۸

[۳] مقالہ (سندھی) "سروری جماعت جو ڈھر ۽ ادبي طريقو" از طالب المولیٰ مشمولہ سہ ماہی مہران جنوری/مارچ ۱۹۹۰ء ص ۱۲، ۴۳ (زیرِ ادارت نفیس احمد شیخ) مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو راقم الحروف بورڈ کے سیکریٹری/ڈائرکٹر حبیب اللہ صدیقی کا بطورِ خاص ممنون ہے جن کی نوازش سے ادارے کی مطبوعات سے استفادے کی سعادت حاصل ہوئی۔

[۴] کشف المحجوب (فارسی) تصنیف ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی لاہوری تذکرہ باب فی ذکر المتہم من التابعین، پیروانِ اصحاب رسولِ خدا ص ۷۴-۷۵ شائع کردہ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ۱۳۹۸ھ۔

[۵] کشف المحجوب ص ۶۵-۱۲۷ تا ۱۲۹، اردو ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی۔

[۶] تاریخ مظہر شاہ جہانی، از یوسف میری (ص ۲۹۹) سندھی ترجمہ نیاز ہمایونی، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد ۱۹۷۹ء۔

۷ مہران جنوری/مارچ ۹۰ء ص ۴۵

۸ سفینۃ النوح فی سکینۃ الروح (قلمی) تالیف مخدوم غلام حیدر صدیقی ص ۸۲ تا ۸۶ بحوالہ مقالہ طالب المولیٰ مہران جنوری مارچ ۹۰۔

۹ مقالہ طالب المولیٰ مہران جنوری مارچ ۹۰ء ص ۴۶ بحوالہ سفینۃ النوح (اردو قلمی) تالیف مخدوم غلام حیدر تصحیح وحاشیہ عبداللہ دریاہ حلوکہ طالب المولیٰ لائبریری ہالا ص ۷۶، ۷۷

۱۰ حضرت شہاب الدین سہروردی کے شجرہ نسب کے لیے ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۱ جلد سوم، بار سوم مولفہ مرزا محمد اختر دہلوی علمی کتب خانہ میور پریس دہلی ۱۹۲۸ء

۱۱ بروکلمات نے "عربی ادب کی تاریخ" میں حضرت شیخ کی اکیس کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۲ حضرت شیخ المشائخ نے خود ارشاد فرمایا "میں نے عوارف المعارف کے پانچ ابواب شیخ کبیر فریدالدین قدس سرہ العزیز سے پڑھے" فوائدالفواد (ص ۱۷۴) مرتبہ امیر حسن علاء سجزی معروف بہ خواجہ حسن دہلویؒ اردو ترجمہ پروفیسر محمد سرور شائع کردہ علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب لاہور ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

۱۳ امام المعارف شیخ شہاب سہروردی مولفہ حکیم شمس اللہ قادری ص ۱۲، ۱۶۔

۱۴ تذکرۂ اولیائے ہند جلد سوم ص ۱۳۱۔

۱۵ شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی، شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے صوفیانہ مرتبہ اور افکار و معارف سے بہت متاثر تھے۔ وہ سات سال حضرت شہاب الدین کی صحبت میں رہ کر رموز باطنی و نکاتِ معرفت سے آگہی حاصل کی۔ حضرت شیخ جلال الدین نے شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں پہلے دہلی میں قیام کیا پھر دہلی سے ملتان بدایوں اودھ میں مختصر مختصر قیام کے بعد بنگال پہنچے۔ علاقہ پنڈوہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں مدفون ہوئے آپ کی آمد سے پنڈوا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بت پرستی کا خاتمہ ہوا، اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ بنگال میں سلسلہ سہروردیہ کا چراغ آپ ہی کی بدولت روشن ہے۔ بنگال میں شیخ برہان الدین آپ کے باکمال خلیفہ تھے۔ صاحب انوار اصفیا نے اپنی کتاب میں بنگال میں حضرت جلال الدین تبریزی سے ابن بطوطہ کی ملاقات کا حال لکھا ہے۔

الولی حیدآباد
بنگال میں حضرت جلال الدین تبریزی کے تذکرے کے لیے ملاحظہ ہو راقم (ڈاکٹر درفاراشدی) کی انعام یافتہ کتاب "سنہرا دیس" (ص ۳۸، ۳۹) شائع کردہ ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی ۱۹۶۴ء۔

۱۶ے ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ "سندھ میں سلسلۂ سہروردیہ کی تبلیغ و اشاعت"۔

۱۷ے سندھی ادبی بورڈ جامشورو کے زیر اہتمام باقاعدگی سے شائع ہونے والا سہ ماہی مہران سندھی زبان کا سب سے معیاری وقیع اور کثیر الاشاعت رسالہ ہے اس سہ ماہی کو سندھی رسائل و جرائد میں وہ امتیاز و اختصاص حاصل ہے جو اردو کے رسالوں میں نقوش لاہور کو حاصل ہے اس کی موجودہ مجلس ادارت سندھ کے معتبر و مقتدر اہل قلم پر مشتمل ہے ۔
سرپرست اعلیٰ، مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ (علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی ان سے پہلے چیئرمین رہ چکے ہیں)
ایڈیٹر، نفیس احمد شیخ (ان سے پہلے مولانا غلام محمد گرامی مرحوم ایڈیٹر تھے)
ایڈیٹوریل بورڈ، مخدوم جمیل الزماں جمیل، عبداللہ دریاہ، سید احسن ہاشمی، حبیب اللہ صدیقی پاتائی۔

۱۸ے سندھی اردو لغت ص ۵۰۷ مرتبین ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی سندھ یونیورسٹی جامشورو۔ تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۵ء راقم سندھالوجی کے ڈائرکٹر عبدالقادر جونیجو کا تہہ دل سے شکر گذار ہے جن کی نوازش سے لغت مذکور اور اس کے علاوہ سندھالوجی کی دیگر مطبوعات سے استفادے کی سعادت حاصل ہوئی

۱۹ے سنڌي موسيقيءَ جي مختصر تاريخ ص ۲۰۶ مہران ص ۳۶

۲۰ے عبداللہ خان دریاہ فرزند تاج محمد دریاہ ٹنڈو آدم کے رہنے والے ہیں۔ باعمل متحرک شاعر اور ادیب ہیں۔ ڈاکٹریٹ کے لیے ان کا مقالہ "سنڌ کي تاريخ سکن جي روشنيءَ ۾" سندھ کی تاریخ جاننے کی روشنی میں) قابل ذکر ہے ۔

۲۱ے مقالہ "سروري جماعت جو طويقو ڏھر" مہران ص ۳۷، ۳۸، ۳۹۔

۲۲ے شاہ جو رسالو، مرتبہ پروفیسر کلیان اڈوانی ص ۴۶۷، سنڌي مسينکار شاعري ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۱۹۸۶ء بحوالہ مہران جنوری مارچ ۹۰ء ص ۴۰

۲۳ے مہران جنوری، مارچ ۹۰ء ص ۴۱۔